

١٣٢٠هـ

# طرق اثبات هلال

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI

رضا

PRESS

## ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور **رضوی پریس** نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جیلہ کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزا ہم اللہ احسن الجراء

# رسالہ

## طرق اثبات الهلال

۱۳      ۵      ۲۰

(اثبات چاند کے طریقے)

مسئلہ ۲۰۳ از بڑودہ گجرات بارہ نواب صاحب مرسلہ نواب سید معین الدین حسن خاں بہادر ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رویت ہلال شریعت میں کس طرح ثابت ہوتی ہے؟ بحوالہ  
کتب مع ترجمہ اردو جواب عطا ہو۔ بینواتوجروا

### الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

سب تعریفات اللہ کے لیے جس نے شمس کو ضیاء اور قمر  
کو نور بنایا، صلوة و سلام اس ذاتِ اقدس پر جس کی  
آمد سے دین اسلام تمام ادیان میں بدر منیر بن گیا،  
آپ کے آل و اصحاب پر جو نور کے اعتبار سے کامل اور  
تنویر کے اعتبار سے مکمل ہیں (ت)

الحمد لله الذي جعل الشمس ضياء و  
القمر نورا والصلوة والسلام على من  
بعدهم الدين بطلوع هلاله بدر منيرا  
على آله وصحبه الكاملين نورا والمكملين  
نورا۔

ثبوت رویت ہلال کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں؛

**طریق اول :** خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی ہلالِ رمضان مبارک کے لیے ایک ہی مسلمان عاقل، بالغ، غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلالِ فلاں دن کی شام کو دیکھا اگرچہ کینز ہو اگرچہ مستور الحال ہو، جس کی عدالت باطنی معلوم نہیں ظاہر حال پابندِ شرع ہے اگرچہ اس کا یہ بیان مجلسِ قضا میں نہ ہو اگرچہ گواہی دیتا ہوں نہ کہے، نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا کہ صحر کو تھا کتنا اونچا تھا وغیر ذلک۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو، چاند کی جگہ ابر یا غبار ہو اور بحال صفائی مطلع اگر ویسا ایک شخص جنگل سے آیا یا بلند مکان پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان کافی ہو جائے گا، ورنہ دیکھیں گے کہ وہاں کے مسلمان چاند دیکھنے میں کوشش رکھتے ہیں، بکثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا کاہل ہیں دیکھنے کی پروا نہیں، بے پروائی کی صورت میں کم سے کم دو درکار ہوں گے اگرچہ مستور الحال ہوں، ورنہ ایک جماعتِ عظیم چاہئے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند ہوا اگرچہ غلام یا کھلے فساق ہوں، اور اگر کثرت حد تو اتار کر پہنچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم و کافر سب کی مقبول ہے۔ باقی گیارہ ہلالوں کے واسطے مطلقاً ہر حال میں ضرور ہے کہ دو مرد عادل یا ایک مرد و دو عورتیں عادل آزاد جن کا ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابندِ شرع ہیں، قاضی شرع کے حضور بلفظِ شہد گواہی دیں یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا ہلالِ فلاں دن کی شام کو دیکھا اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام اُس کا قائم مقام ہے جبکہ تمام اہل شہر سے علمِ فتنہ میں زائد ہو اُس کے حضور گواہی دیں اور اگر کہیں قاضی و مفتی کوئی نہ ہو تو مجبوری کو اور مسلمانوں کے سامنے ایسے دل دو مرد یا ایک مرد و دو عورتوں کا بیان بے لفظِ شہد بھی کافی سمجھا جائے گا، ان گیارہ ہلالوں میں ہمیشہ یہی حکم ہے مگر عیدین میں اگر مطلع صاف ہو اور مسلمان رویتِ ہلال میں کاہلی نہ کرتے ہوں وہ دو گواہ جنگل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعتِ عظیم درکار ہے، اسی طرح جہاں اور کسی چاند مثلاً ہلالِ محرم کا عام مسلمان پورا اہتمام کرتے ہوں تو بحالتِ صفائی مطلع جبکہ شاہدین جنگل یا بلندی سے نہ آئیں ظاہراً جماعتِ عظیم ہی چاہئے کہ جس وجہ سے اُس کا ایجابِ رمضان و عیدین میں کیا گیا تھا یہاں بھی حاصل ہے۔ درمختار میں ہے :

ابرو غبار کی حالت میں ہلالِ رمضان کے لیے ایک عادل یا مستور الحال کی خبر کافی ہے اگرچہ غلام یا عورت ہو رویت کی کیفیت بیان کرے خواہ نہ کرے دعویٰ یا لفظِ شہد یا حکم یا مجلسِ قاضی کسی کی شرط نہیں مگر فاسق کا بیان بالاتفاق مرد و ہے اور عید

قیل بلا دعویٰ و بلا لفظِ شہد و حکم و مجلسِ قضاء للصوم مع علة کفیم و غبار خبر عدل او مستورا لا فاسق اتفاقا و لو قنا او انشی بین کیفیتة الرؤیة او لا علی

کے لیے بجالانے والی ناصافی مطلع عدالت کے ساتھ دو مرد یا ایک مرد و دو عورت کی گواہی بلفظ اشہد ضرور ہے اور اگر ایسے شہر میں ہوں جہاں کوئی حاکم اسلام نہیں تو بوجہ ضرورت بجالا ابر و غبار ایک ثقہ شخص کے بیان پر روزہ رکھیں اور دو عادلوں کی خبر پر عید کر لیں اور جب ابر و غبار نہ ہو تو ایسی بڑی جماعت کی خبر مقبول ہوگی جس سے ظن غالب حاصل ہو جائے اور امام سے مروی ہو کہ دو گواہ کافی ہیں اور اسی کو بحر الرائق میں اختیار کیا اور کتاب الاقضية میں فرمایا صحیح یہ ہے کہ ایک بھی کافی ہے اگر جنگل سے آئے یا بلند مکان پر تھا اور اسی کو کے چاند کا وہی حکم ہے جو ہلال عید الفطر کا۔ اہ مختصراً

المذہب، و شرط للفطر مع العلة العدالة و نصاب الشهادة و لفظ اشہد ولو كانوا ببلدة لاحاکم فیہا صاموا بقول ثقة و افطر و ابخبار عدلین مع العلة للضرورة و قیل بلا علة جمع عظیم یقع غلبة الظن بخبرهم و عن الامام زین العابدین بشاہدین و اختارہ فی البحر و صحیح فی الاقضية الاکتفاء بواحدان جاء من خارج البلد او کان علی مکان مرتفع و اختارہ ظہیر الدین، و ہلال الاضحی و بقية الاشهر التسعة کالفطر علی المذہب اہ مختصراً۔ امام ظہیر الدین نے اختیار فرمایا اور ذی الحجہ اور باقی نو مہینوں روا مختار میں ہے:

جب آسمان صاف ہو تو ہلال روزہ و عید کے قبول کی جماعت عظیم کی خبر شرط ہے اس لیے کہ بڑی جماعت کہ وہ بھی چاند دیکھنے میں مصروف تھی اس میں صرف دو ایک شخص کو نظر آنا حالانکہ مطلع صاف ہے ان دو ایک کی خطا میں ظاہر ہے، ایسا ہی بحر الرائق میں ہے اور جماعت عظیم میں عدالت شرط نہیں، ایسا ہی امداد الفتح میں ہے، نہ آزادی شرط ہے ایسا ہی قہستانی میں ہے، اور بحر الرائق میں فرمایا کہ جب لوگ چاند دیکھنے میں کاہلی کریں تو اس روایت پر عمل چاہئے کہ دو گواہ کافی ہیں کہ اب وہ وجہ نہ رہی کہ سب چاند دیکھنے میں مصروف تھے اور مطلع صاف تھا تو فقط انہی دو کو نظر آنا

شرط القبول عند عدم علة في السماء لهلال الصوم او الفطر اخبار جمع عظیم لان التفرد من بين الجسم الفقير بالرؤية مع توجههم طالبين لما توجه هو اليه مع فرض عدم المانع ظاهر في غلطة بحر، ولا يشترط فيهم العدالة امداد ولا الحرية قہستانی، قوله و اختارہ فی البحر حیث قال ینبغی العمل علی هذه الرواية فی زماننا لان الناس تکاسلت عن ترائی الاهلة فانفق قولهم مع توجههم طالبين و

ظاہر الوالوجیة والظہیریة یدل علی ان  
 ظاہر الروایة هو اشتراط العدد والعدد  
 یرصدق باثنین اھو فی زماننا مشاہد  
 من تکامل الناس فلیس فی شہادة  
 الاثنین تفر دمن بین الجم الغفیر  
 حتی یتھر غلط الشاہد فانفتت علة  
 ظاہر الروایة فتعین الافاء بالروایة  
 الاخری، و فی کاف المحاکم الذی هو جمع  
 کلام محمد فی کتبہ ظاہر الروایة و تقبل  
 شہادة المسلم والمسلمة عدلا کان او غیر  
 عدل بعد ان یشہد انہ سائی خارج المصر  
 اوانہ ساءة فی المصر و فی المصر علة تمنع  
 العامة من التساوی فی رؤیتہ اھو ولا منافاة  
 بینہما لان اشتراط الجمع العظیم اذا کان  
 الشاہد من المصر فی مکان غیر مرتفع،  
 فالثانیة مقیدة لاطلاق الاولی بدلیل ان  
 الاولی علل فیہا سرد الشہادة بان التفرڈ ظاہر  
 فی الغلط و علی ما فی الثانیة لہ توجد علة الرد  
 ولہذا قال فی المحيط فلا یكون تفرڈة  
 بالرؤیة خلاف الظاہر الخ قوله  
 وبقیة الاشهر التسعة لا یقبل فیہا الاشہادة من حلبین  
 او ساجل و امرأتین عدول احرار غیر محمد و دین  
 کما فی سائر الاحکام بحر عن شرح

بعید از قیاس ہے، اور ولو الجہید و ظہیریہ سے ظاہر ہوتا ہے  
 کہ ظاہر الروایة میں صرف تعدد گواہان کی شرط ہے اور  
 تعدد دو سے بھی ہو گیا انتہی اور ہمارے زمانے میں لوگوں  
 کا کسل آنکھوں دیکھا ہے تو دو کی گواہی کو یہ نہ کہیں گے  
 کہ جہور کے خلاف انہی کو کیسے نظر آ گیا جس سے گواہ کی  
 غلطی ظاہر ہو تو ظاہر الروایة کی وجہ نہ رہی تو اس دوسری  
 روایت پر فتویٰ دینا لازم ہوا اور کافی حاکم جس میں امام محمد کا  
 تمام کلام کتب ظاہر الروایة کا جمع فرما دیا ہے یوں ہے  
 کہ رمضان میں ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا  
 مستور الحال کی گواہی مقبول ہے جبکہ یہ گواہی دے کہ  
 اس نے جنگل میں دیکھا یا شہر میں دیکھا اور کوئی سبب  
 ایسا تھا جس کے باعث اوروں کو نظر نہ آیا انتہی اور ان  
 دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لیے کہ جماعت  
 عظیم کی شرط وہاں ہے کہ گواہ شہر میں غیر مکان بلند پر ہو  
 تو یہ کھلی روایت اس پہلی کے اطلاق کی قید بتاتی ہے  
 اور اس پر دلیل یہ کہ پہلی میں ایک کی گواہی نہ ماننے کی  
 وجہ یہ فرماتی تھی کہ تنہا اس کا دیکھنا غلطی میں ظاہر ہے  
 اور اس کھلی صورت یعنی جبکہ وہ جنگل میں یا بلند مکان پر  
 تھا وہ رد کی وجہ نہ پائی گئی اس لیے محیط میں فرمایا کہ  
 کہ اس حالت میں تنہا اس کا دیکھنا خلاف ظاہر نہ ہو گا الخ  
 اور باقی نو مہینوں میں مقبول نہ ہوگی مگر گواہی دو مردوں  
 یا ایک مرد و عورتوں عادل آزاد کی جن پر حد قذف  
 نہ لگ چکی ہو جیسے باقی تمام معاملات میں۔ اسی طرح

رد المحتار

کتاب الصوم

مصطفیٰ البابی مصر

۱۰۱/۲

بحر الرائق میں امام اسپجانی کی شرح مختصر طحاوی سے ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان نوچاندوں میں صفائی و عدم صفائی مطلع کا کچھ فرق نہیں ہر حال میں دو کی گواہی قبول ہوگی کہ وہ وجود و ہاں شرط جماعت عظیم کی باعث تھی کہ سب ہلال کو تلاش کرتے ہیں یہاں موجود نہیں کہ ان نوچاندوں کا چاند

مختصر الطحاوی للامام الاسبیجانی والظاهر انه في الاهلة التسعة لافرق بين الغيم والصحو في قبول الرجلين لفقده العلة الموجبة لاشتراط الجمع الكثير وهي توجه الكل ظالمين ويؤيد قوله كما في سائر الاحكام اه ملتقطا۔

عام لوگ تلاش نہیں کرتے ہیں اور اس کی تائید کرتا ہے امام اسپجانی کا وہ فرمانا کہ ان میں وہ درکار ہے جو باقی تمام معاملات میں اہ ملتقطا

حدیقتہ نذیرہ میں ہے :

جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو شرعی سب کام علماء کو سپرد ہونگے اور مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اپنے ہر معاملہ شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کریں وہ علماء ہی قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر

اذا خلا الزمان من سلطان ذي كفاية فالامم مؤكلة الى العلماء ويلزم الامم الرجوع اليهم ويصيرون ولاية فاذا عسر جمعهم على واحد استعمل كل قطر باتباع علمائه فان كثروا فالمتبع اعلمهم فان استووا اقرع بينهم۔

ضلع کے لوگ اپنے علماء کا اتباع کریں، اگر ضلع میں عالم کثیر ہوں تو جو سب میں زیادہ احکام شریعت کا علم رکھتا ہے اس کی پیروی ہوگی، اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈالیں ۱۲ منہ غفرلہ

طریق دوم: شہادۃ علی الشہادۃ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انھیں گواہ کیا، انھوں نے اس گواہی کی گواہی دی، یہ وہاں ہے کہ گواہاں اصل حاضری سے معذور ہوں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں گواہی دیتا ہوں میں نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا۔ گواہان فرع یہاں آکر پوئیں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں مذکور نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا پھر اصل شہادت روایت میں اختلاف احوال کے ساتھ جو احکام گزرے ان کا لحاظ ضرور ہے، مثلاً ماہ رمضان میں مطلع سامان تھا

۱۰۳ / ۲

مصطفیٰ البابی مصر

کتاب الصوم

لہ رد المحتار

۳۵۱ / ۱

مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

النوع الثالث من انواع العلوم الثلاثة

لہ الحدیقتہ النذیرۃ

تو صرف ایک کی گواہی مسموع نہ ہونی چاہئے جب تک جنگل میں یا بلند مکان پر دیکھنا نہ بیان کرے ورنہ ایک کی شہادت اور اس کی شہادت پر بھی صرف ایک ہی شاہد اگرچہ کثیر مستورۃ الحال ہو بس ہے اور باقی مہینوں میں یہ تو ہمیشہ ضرور ہے کہ ہر گواہ کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد و عورت عادل گواہ ہوں اگرچہ یہی دو مرد ان دو اصل میں ہر ایک کے شاہد ہوں، مثلاً جہاں عیدین میں صرف دو عادلوں کی گواہی مقبول ہے زید و عمرو دو عادلوں نے چاند دیکھا اور ہر ایک نے اپنی شہادت پر بکرہ و خالد دو مرد عادل کو گواہ کر دیا کہ یہاں آکر بکرہ اور خالد ہر ایک نے زید و عمرو دو نوں کی گواہی پر گواہی دی کافی ہے یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ کے جدا جدا دو گواہ ہوں، اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک اصل خود آکر گواہی دے اور دوسرا گواہ اپنی گواہی پر دو گواہ جدا گانہ کر بھیجے، ہاں یہ جائز نہیں کہ ایک گواہ اصل کے دو گواہ ہوں اور انھیں دو نوں میں سے ایک خود اپنی شہادت ذاتی بھی دے۔ درمختار میں ہے :

گواہی مقبول ہے اگرچہ یکے بعد دیگرے کتنے ہی درجے تک پہنچے مثلاً گواہان اصل نے زید و عمرو کو گواہ بنایا انھوں نے اپنی اس شہادت علی الشہادت پر بکرہ و خالد کو گواہ کر دیا خالد نے اپنی اس شہادت علی الشہادت پر سعید و حمید کو شاہد بنا لیا و علیٰ ہذا القیاس اور مذہب صحیح پر یہ امر محدود و قصاص کے سوا ہر حق میں جائز ہے اس شرط سے کہ جس وقت قاضی کے حضور ادائے شہادت ہوئی اُس وقت وہاں اصل گواہ کا آنا مرض یا سفر یا زین پردہ نشین ہونے کے باعث متعذر ہو اور امام ابی یوسف کے نزدیک تین منزل دور ہونا ضرور نہیں بلکہ اتنی دوری کافی ہے کہ گواہی دے کہ رات کو اپنے گھر نہ پہنچ سکے بکثرت مشائخ نے اسی قول کو پسند کیا اور قہستانی و سراجیہ میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ مصنف نے اسے مسلم رکھا اور عورت کی پردہ نشینی یہ کہ مردوں کے مجمع سے بچتی ہو اگرچہ اپنی کسی ضرورت کے لیے باہر نکلے یا حمام جائے، ایسا ہی قنینہ میں ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ہر اصل

الشہادة على الشہادة مقبولة وان كثرت استحسانا في كل حق على الصحيح الا في حدود و قود بشرط تعذر حضور الاصل بمرض او سفر و اكتفى الثاني بغيبته بحيث يتعذر ان يبیت باهله و استحسنه غير واحد و في القهستانی و السراجیة و عليه الفتوى و اقرا المصنف او كون المرأة محدرة لا تخالط الرجال و ان خرجت لم حاجة و حماة قنية ، عند الشہادة عند القاضي قيد للكل ، و بشرط شہادة عدد نصاب و لو سرجلا و امرأتين عن كل اصل ، و لو امرأة لا تغاير فرعى هذا و ذلك و کیفیتها ان يقول الاصل مخاطبا للفرع و لو ابنة بحرأشهد على شہادتي اني اشهد بكذا و يقول الفرع اشهد ان فلانا اشهدني على شہادته بكذا و قال لاشهد على شہادتي

بذلک اہم مختصراً۔  
 دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں گواہی دیں، ہاں یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ اصل کے دو دو جہ اکا نہ گواہوں اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ گواہ اصل گواہ فرغ سے اگرچہ وہ اس کا بیٹا ہو خطاب کر کے کہے تو میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں اور گواہ فرغ یوں ادا سے شہادت کرے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں نے مجھے اپنی گواہی پر گواہ کیا اور مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔ اہم مختصراً

اسی کے بیان ہلال رمضان میں ہے :  
 وتقبل شهادة واحد على آخر كعبد وانثى ولو على مثلهما  
 ہے جبکہ ایک کی گواہی وہاں مسموع ہونے کے قابل ہو جیسے بحالت ناصافی مطلع۔  
 ردالمحتار میں ہے :

اگر دو گواہوں نے ایک مرد کی شہادت پر شہادت کی اور ان میں ایک خود بذاتہ گواہ ہے تو یہ جائز نہیں، ایسا ہی فتاویٰ عالمگیری میں محیط امام سرخسی سے ہے اور اگر ایک نے خود گواہی دی اور دوسرے دو نے اور شخص کی شہادت پر شہادت ادا کی تو یہ درست ہے، بزازیہ میں اس کی تصریح ہے ۱۲

لوشهدا على شهادة رجل واحد هما لشهد  
 بنفسه ايضا لم يجز كذا في المحيط السرخسي  
 فتاوى الهندية ولوشهد واحد على شهادة  
 نفسه و آخران على شهادة غيره يصح و صرح  
 به في البزازیة اہم مختصراً

فتاویٰ عالمگیریہ میں ذخیرہ سے ہے :

گواہ فرغ کو چاہئے کہ گواہ اصل اور اس کے باپ اور دادا سب کا نام ذکر کرے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے گا تو حاکم اس کی گواہی قبول نہ کرے گا کذا فی الذخیرة ۱۲

ينبغي ان يذكر الفرع اسم الشاهد الاصل  
 واسم ابیه وجده حتى لو ترك ذلك فالقاضي  
 لا يقبل شهادتهما كذا في الذخيرة۔

۱۰۰/۲	مطبع مجتہائی دہلی	باب الشہادت علی الشہادت	۱۰۰/۲
۱۳۸/۱	" " "	کتاب الصوم	" " "
۴۳۷/۴	مصطفیٰ البابی مصر	باب الشہادة علی الشہادة	ردالمحتار
۵۲۲/۳	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الحادی عشر فی الشہادة علی الشہادة	۱۰۰/۲

شہادۃ علی الشہادۃ میں یہ بھی ضرور ہے کہ اُس کے مطابق حکم ہونے تک گواہانِ اصل بھی اہلیتِ شہادت پر باقی رہیں اور شہادت کی تکذیب نہ کریں مثلاً گواہانِ فرع نے ابھی گواہی نہ دی یا دی اور اس پر ہنوز حکم نہ ہوا تھا کہ گواہانِ اصل سے کوئی گواہ اندھایا گونگایا مجنون یا معاذ اللہ مرتد ہو گیا یا کہا کہ میں نے تو ان گواہوں کو اپنی شہادت کا گواہ نہ کیا تھا یا غلطی سے گواہ کر دیا تھا تو یہ شہادت باطل ہو جائے گی۔ درمختار میں ہے :

تبطل شہادۃ الفروع بخروج اصله عن  
 اہلیتہا کحرس وعمی، وبانکار اصله الشہادۃ  
 کقولہم مالنا شہادۃ اولہ لشہد او اشہدنا ہم  
 وغلطنا اہم مختصراً

اصل شاہد کے اہلیت سے نکل جانے کے سبب فروع کی  
 شہادت باطل ہو جاتی ہے مثلاً اصل شاہد گونگایا نابینا  
 ہو گیا یا اصل شاہد شہادت سے انکاری ہو، مثلاً اصول  
 یوں کہیں ہم گواہ نہیں یا ہم نے ان کو گواہ نہیں کیا یا ہم  
 نے ان کو گواہ کیا اور غلط کہا۔ (د)

طریق سوم : شہادۃ علی القضا یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام قاضی شرع کے حضور رویت  
 ہلال پر شہادتیں گزریں اور اُس نے ثبوتِ ہلال کا حکم دیا، دو شاہدانِ عادل اس گواہی و حکم کے وقت حاضر دار القضا  
 تھے، انہوں نے یہاں حاکم اسلام قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے  
 فلاں شہر کے فلاں حاکم کے حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام کو ہونے کی گواہیاں گزریں اور حاکم موصوف نے اُن  
 گواہیوں پر ثبوتِ ہلال نہ کر شام فلاں روز کا حکم دیا، فتح القدر شرح ہدایہ میں ہے :

لو شہدوا ان قاضی بلد کذا شہد عندہ اثنان  
 برؤیۃ الهلال فی لیلۃ کذا وقضی بشہادۃ تمہما  
 جائز لہذا القاضی ان یحکم بشہادۃ تمہما لان  
 قضاء القاضی حجة وقد شہدوا بہ

اگر گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے فلاں قاضی کے  
 پاس فلاں رات میں چاند دیکھنے پر دو آدمیوں نے  
 گواہی دی تو قاضی نے ان کی شہادت پر فیصلہ  
 دے دیا ہے تو اس قاضی کے لیے ان دونوں کی شہادت

کی وجہ سے فیصلہ دینا جائز ہے کیونکہ قضاے قاضی حجت ہے اور انہوں نے اس پر گواہی دی ہے۔ (د)  
 اسی طرح فتاویٰ قاضیخان و فتاویٰ خلاصہ وغیرہ میں ہے۔

قلت وقیدہ فی التتویر تبعاً للذخیرۃ  
 عن مجموع النوازل باستجماع شرائط

قلت تنویر میں ذخیرہ کی اتباع کرتے ہوئے مجموع النوازل  
 کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے یہ قید لگائی کہ دعویٰ

۱۰۰ / ۲

۲۲۳ / ۲

مطبع مجتہبائی دہلی  
 مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

باب الشہادۃ علی الشہادۃ  
 کتاب الصوم

ک درمختار  
 ل فتح القدر

کے تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے اور علامہ شانی نے اس کی دو توجیہات بیان کی ہیں ان میں سے ہر ایک پر ہمیں کلام ہے، اس کی پوری تفصیل ہم نے حاشیہ رد المحتار میں بیان کر دی ہے وہاں سے ملاحظہ کریں وہ نہایت ہی اہم ہے (ت)

الدعوى ووجهه العلامة الشامى بتوجيهين،  
لنا فى كل منهما كلام حققناه فيما عليه  
علقناه فراجعه ثمه فانه من الفوائد  
المهمة.

**طریق چہارم:** کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے فصل مقدمات کے لئے مقرر کیا ہو اس کے سامنے شرعی گواہی گزری اُس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی اور اُس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام و نشان پورا لکھا جس سے امتیاز کافی واقع ہو اور وہ خط دو گواہانِ عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ با احتیاط اس قاضی کے پاس لائے اور شہادت ادا کی کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی فلاں شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لیے کافی سمجھے تو اس پر عمل کر سکتا ہے (اور بہتر یہ ہے کہ قاضی کاتب خط لکھ کر ان گواہوں کو سنادے یا اس کا مضمون بتادے اور خط بند کر کے اُن کے سامنے سر بھر کرے اور اولیٰ یہ کہ اُس کا مضمون ایک کھلے ہوئے پرچے پر الگ لکھ کر بھی ان شہود کو دے دے کہ اُسے یاد کرتے رہیں یہ آکر مضمون پر بھی گواہی دیں کہ خط میں یہ لکھا ہے اور سر بھر خط اس قاضی کے حوالہ کریں یہ زیادہ احتیاط کے لیے ہے ورنہ خیر اسی قدر کافی ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتیں عادل کو خط سپرد کر کے گواہ کر لے اور وہ با احتیاط یہاں لاکر شہادت دیں) بغیر اس کے اگر خط ڈاک میں ڈال دیا یا اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دیا تو ہرگز مقبول نہیں اگرچہ وہ خط اسی قاضی کا معلوم ہوتا ہو اور اس پر اس کی اور اس کے محکمہ قضا کی مہر بھی لگی ہو (اور یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک یہ خط قاضی مکتوب الیہ کو پہنچے اور وہ اُسے پڑھ لے اُس وقت تک کاتب زندہ رہے اور معزول نہ ہو ورنہ اگر خط پڑھے جانے سے پہلے مر گیا یا برخاست ہو گیا تو اس پر عمل نہ ہو گا اور بحالتِ زندگی یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک مکتوب الیہ اس خط کے مطابق حکم نہ کر لے اُس وقت تک کاتب عمدہ قضا کا اہل رہے ورنہ اگر حکم سے پہلے کاتب مثلاً مجنون یا مرتد یا اندھا ہو گیا تو بھی خط بیکار ہو جائے گا۔ در مختار میں ہے:

القاضی یکتب الی القاضی بحکمہ وان لم  
یکن الخصم حاضر الم یحکم وکتب  
الشهادة لیحکم المکتوب الیہ بہا علی  
سرائہ وقرأ الکتب علیہم او اعلمہم بہ

ایک قاضی دوسرے قاضی کی طرف حکم نامہ لکھے، اگر خصم حاضر نہ ہو تو قاضی فیصلہ نہ کرے اور گواہی لکھوے تاکہ قاضی مکتوب الیہ گواہی کے ذریعے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ صادر کر دے اور قاضی کاتب خط مذکور کو شہود پر

پڑھے یا انھیں اس کے مضمون سے آگاہ کرنے، پھر خط پر پتائیوں تحریر کرے کہ اپنا اور مکتوب الیہ کا نام اور دونوں کی شہرت یعنی وہ لفظ یا لقب ضرور لکھے جس سے وہ مشہور ہوں۔ اور امام ابو یوسف نے اس پر اکتفا کیا ہے کہ قاضی کاتب شاہدوں کو صرف اس پر گواہ کرنے کہ وہ اس کا خط ہے۔ فتویٰ اسی قول پر ہے اور خط پڑھے جانے سے قبل قاضی کاتب کی موت اور اس کی معزولی کے سبب باطل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قاضی کاتب کے مجنون، مرتد، محدود فی القذف اور نابینا ہو جانے پر بسبب نکل جانے اہلیت قضاء سے خط باطل ہو جاتا ہے، یوں ہی مکتوب الیہ قاضی کی موت سے سبب نکل جانے اہلیت قضاء سے خط باطل ہو جاتا ہے مگر اس صورت میں مکتوب الیہ قاضی کی موت سے خط باطل نہیں ہوتا جب کاتب قاضی تعمیر کرے مثلاً یوں کہ جو وہاں کا قاضی ہو یہ خط اس کی طرف ہے، اور خط حکم کی طرف سے مقبول نہیں بلکہ اس قاضی کی طرف سے مقبول ہے جو سلطان کی طرف سے معین ہو (ملخصاً) (د)

و ختم عندہم وسلم الیہم بعد کتابہ  
عنوانہ و ہوان یکتب فیہ اسمہ و اسم  
المکتوب الیہ و شہر تہما و اکتفی الثانی بان  
یشہدہم انہ کتابہ و علیہ الفتویٰ و یبطل  
الکتاب بموت الکاتب و عزلہ قبل القراءۃ  
و بجنون الکاتب و ردتہ و حدۃ لقتلہ و  
عمائۃ لخروجہ عن الاہلیۃ و کذا بموت  
المکتوب الیہ لخروجہ عن الاہلیۃ الا اذا عم  
ولا یقبض، کتاب القاضی من محکم بل من  
قاضی مولی من قبل الامام (ملخصاً)۔

درر وغرر میں ہے :

لا یقبلہ ایضاً الا بشہادۃ رجلین او رجل  
وامرأتین لان الکتاب قد یزور اذا الخط  
یشبہ الخط و الخاتم یشبہ الخط فلا یثبت  
الابحجۃ تامۃً

تحریر مقبول نہ ہوگی مگر دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور خواتین کی گواہی کے بعد، کیونکہ تحریر میں جعل سازی ہو جاتی ہے اور تحریر دوسری تحریر کی مشابہ ہو سکتی ہے اسی طرح مہر دوسری مہر کے مشابہ ہو سکتی ہے لہذا حجت کاملہ کے بغیر تحریر کا ثبوت نہ ہوگا۔ (د)

طریق پنجم : استفاضہ یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملزم و

۸۳-۸۲/۲

مطبع مجتہدانی دہلی

باب کتاب القاضی الی القاضی

لہ در مختار

۲/۸۱۲

مطبعہ احمد کامل الکاٹنہ دار صادر بیروت

" "

لے درر وغرر

ملازم ہے یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مرجع عوام و متبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدین اسی کے فتوے سے نفاذ پاتے ہیں عوام کا لانعام بطور خود عید و رمضان نہیں ٹھہرا لیتے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہو یا عید کی گئی مجرد بازاری افواہ کہ خبر اور لگئی اور قائل کا پتا نہیں۔ پوچھے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں یا بہت پتا چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ ہتھائے سند دو ایک شخصوں کے محض حکایت کہ انھوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہو گئی، ایسی خبر برگز استفا نہیں بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں، یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت، نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت نہ کتاب قاضی پر شہادت، مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بعلقبہ ظن ملتی بالیقین وہاں رویت و صوم و عید کا ہونا ثابت ہوگا اور جبکہ وہ شہر اسلامی اور احکام و حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے ثابت ہو جائیگی اور ہمیں سے واضح ہوا کہ تاریخ شہر جہاں نہ کوئی قاضی شرع نہ مفتی اسلام، یا مفتی ہے مگر نا اہل جسے خود احکام شرع کی تمیز نہیں، جیسے آج کل کے بہت مدعیان خامکار، خصوصاً وہابیہ، خصوصاً غیر مقلدین وغیرہم فجار، یا بعض سلیم الطبع سنی ناقص العلم نا تجربہ کار، یا مفتی محقق معتمد عالم مستند ہے مگر عوام خود سراسر اس کے منتظر احکام نہیں، پیش خویش اپنے قیاسات فاسدہ پر جب چاہیں عید و رمضان قرار دے لیتے ہیں، ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تو اتر بھی اصلاً قابل قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہ ہوا، درمختار میں ہے :

دو گو اہوں نے گو اہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس چاند دیکھنے کی فلاں دو گو اہوں نے گو اہی دی ہے اور قاضی نے اس پر فیصلہ صادر فرما دیا ہے تو ان کی گو اہی کی بنا پر یہ قاضی بھی فیصلہ دے سکتا ہے کیونکہ قاضی کی قضا حجت ہے اور اس پر وہ گواہ موجود ہیں البتہ اس صورت میں قاضی فیصلہ نہیں دے سکتا جب وہ

شہد و انہ شہد عند قاضی مصر کذا شہدان  
بروۃ الهلال وقضی بہ قضی القاضی بشہادتهما  
لان قضاء القاضی حجة وشہدوا بہ کلاوشہدوا  
بروۃ غیرہم لانہ حکایۃ نعم لو استفاض  
الخبر فی البلدة الاخری لمن مہم علی الصحیح  
من المذہب مجتہبی وغیرہ (ملخصاً)

صرف غیر کی رویت پر گو اہی دیں کیونکہ یہ محض حکایت ہے، ہاں اگر خبر دوسرے شہر میں مشہور ہو جاتی ہو تو پھر صحیح مذہب کے مطابق ان پر روزہ لازم ہو جائے گا، مجتہبی وغیرہ (ملخصاً) (ت)  
ردالمحتار میں ہے :

یہ شہرت نہ تو قضا پر شہادت ہے اور نہ ہی کسی اور شہادت پر، لیکن یہ خبر متواتر کے درجہ پر فائز ہے اور اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ فلاں شہر کے لوگوں نے اس دن روزہ رکھا تو اس پر عمل لازم ہوگا کیونکہ ہر شہر عادتاً حاکم شرعی سے خالی نہیں ہوتا تو اب ان کا روزہ ان کے حاکم شرعی کے حکم کی بنا پر ہی ہوگا گو یا وہ شہرت حکم قاضی کا منقول ہونا ہے۔ الخ (ت)

امام رحمہتی نے فرمایا: شہرت کا معنی یہ ہے کہ اس شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور وہ تمام یہ اطلاع دیں کہ اس شہر میں لوگوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے محض ایسی افواہ سے نہیں جس کے پھیلانے والا معلوم نہ ہو، جیسا کہ اکثر ہوتا رہتا ہے کہ بہت سی خبریں شہر میں پھیل جاتی ہیں اور ان کے پھیلانے والا معلوم نہیں ہوتا، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آخری زمانے میں شیطان لوگوں کے درمیان آکر بیٹھے گا اور بات کرے گا لوگ اسے بیان کریں گے اور کہیں گے ہم نہیں جانتے یہ بات کس نے کہی، تو ایسی باتیں تو سننا ہی مناسب نہیں چر جائیکہ ان سے حکم ثابت کیا جائے اور قلت یہ کلام بہت اچھا ہے اور اسی کی طرف قول ذخیرہ کا اشارہ ہے کہ جب خبر مشہور اور ثابت ہو، کیونکہ ثبوت محض افواہ کی بنا پر نہیں ہوتا۔ (ت)

هذه الاستفاضة ليس فيها شهادة على قضاء قاض ولا على شهادة لكن لما كانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلك البلدة صاموا يوم كذا الزم العمل بها لان البلدة لا تخلو عن حاكم شرعي عادة فلا بد من ان يكون صومهم مبنيا على حكم حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل الحكم المذكور الخ  
أسی میں ہے،

قال الرحمتي معنى الاستفاضة ان تأتي من تلك بلدة جماعات متعددة وكون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن رؤية لا مجرد الشيوخ من غير علم بمن اشاعه كما قد تشيع اخبار يتحدث بها ساثر اهل البلدة ولا يعلم من اشاعها كما ورد ان في اخر الزمان يجلس الشيطان بين الجماعة ويتكلم بالكلمة فيتحدثون بها ويقولون لا ندري من قالها فمن هذا لا ينبغي ان يسمع فضلا من ان يثبت به حكمه قلت وهو كلام حسن و يشير اليه قول الذخيرة اذا استفاض وتحقق فان التحقق لا يوجد بمجرد الشيوخ.

تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ہلالِ رمضان میں ہے :

لما كانت الاستفاضة بمنزلة الخبز المتواتر وقد ثبت  
بها ان اهل تلك البلدة صاموا يوم كذا النجم العمل بها  
لان المراد بها بلدة فيها حاكم شرعي الخ

جب چاند نظر آنے کی خبر، خبر متواتر کی طرح مشہور ہو، اور اس سے ثابت ہو جائے کہ فلاں شہر کے لوگوں نے چاند نظر آنے پر روزہ رکھا ہے تو ایسی خبر پر عمل لازم ہوگا کیونکہ اس سے وہ شہر مراد ہوگا جس میں حاکم شرعی ہوگا الخ

در بارہ استفاضہ یہ تحقیق علامہ شامی کی ہے اور اس تقدیر پر وہ شرائط ضرور ہیں کہ عوم وغینہ بنائے حکم حاکم شرع عالم تابع احکام ہو اگر تاہو، اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعت کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا ظاہر اس تقدیر پر وہاں کسی ایسے حاکم شرع کا ہونا ضرور نہیں کہ روایت فی نفسہا حجت شرعیہ ہے۔

لقله صلى الله تعالى عليه وسلم صوموا الروي ته  
واظروا الروي ته

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو۔ (ت)

جب جماعت تواتر جماعت تواتر سے ان کی روایت کی نقل ہے تو روایت بالیقین ثابت ہو گئی اور شہادت کی حاجت نہ رہی کہ اثبات احکام میں تواتر بھی قائم مقام شہادت بلکہ اس سے اقویٰ ہے کہ شہادت برخلاف تواتر آئے تو رد کر دی جائے اور نفی پر تواتر مقبول ہے اور شہادت نامسموع عالمگیر یہ میں محیط سے ہے :

ان وجد كلهم غير ثقات يعتمد على ذلك بتواتر  
الاجبار

اگر وہ تمام غیر ثقہ ہوں تب بھی تواتر خبر کی بنا پر اعتماد کیا جائے گا۔ (ت)

در مختار میں ہے :

شهادة النفي المتواتر مقبولة - (نفی متواتر کی گواہی مقبول ہے - ت)

رد المحتار میں ہے :

في النواذر عن الثاني شهد اعليه بقول او  
نواذر میں امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ دو گواہوں نے

۲۵۲ / ۱	رسالة من رسائل ابن عابدين الرسالة الثانية سهيل اكيطي لاهور	رسالة من رسائل ابن عابدين الرسالة الثانية سهيل اكيطي لاهور	لے تنبیہ الغافل والوسنان
۲۵۶ / ۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب اذا رأيتم الهلال فصوموا	لے صحیح بخاری
۵۲۹ / ۳	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الثاني عشر في الجرح والتعديل	لے فتاویٰ ہندیہ
۹۸ / ۲	مطبع محبت سبانی دہلی	باب القبول وعدمه	لے در مختار

فعل يلزم عليه بذلك اجارة اوبيع اوكتابة  
اوطلاق اوعتاق اوقتل اوقصاص في مكان او  
زمان اوصفات فبرهن المشهود عليه انه  
لو يكن ثمه يومئذ لا تقبل لكن قال المحيط  
في الحادي والخسين ان تواتر عند الناس و  
علم الكل عدم كونه في ذلك المكان والزمان  
لا تسمع الدعوى ويقضى بفراغ الذمة لانه  
يلزم تكذيب الثابت بالضرورة.

کسی کے خلاف اس کے قول یا فعل پر گواہی تو مکان  
وقت اور صفات کو بیان کرنے سے مدعا علیہ پر الزام  
ثابت ہو جائے گا۔ جب یہ گواہی اجارہ، بیع، کتابت،  
طلاق، عتاق، قتل اور قصاص سے متعلق ہو، اور اگر  
مشہود علیہ گواہ قائم کر کے ثابت کرے کہ اس دن وہ وہاں  
موجود نہ تھا تو پھر گواہی مقبول نہ ہوگی۔ لیکن محیط میں مسئلہ  
۵۱ کے تحت کہا کہ اگر لوگوں سے متواتر ثابت ہو اور ہر کوئی  
جاننا ہو کہ یہ شخص اس وقت تک اس جگہ موجود نہ تھا  
تو اب دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا اور اسے بری الذمہ قرار دیا جائے گا ورنہ ثابت بالبداہت کی تکذیب لازم آئیگی (ت)

عقود الدریہ میں فتاویٰ صغیری سے - ۶۰

البینة اذا قامت على خلاف المشهور المتواتر  
لا تقبل وهو ان يشتهر ويسمع من قوم كثير  
لا يتصور اجتماعهم على الكذب.

جب مشہور متواتر کے خلاف گواہ قائم ہوں تو انکی گواہی  
مقبول نہیں، مشہور متواتر وہ خبر ہے کہ اتنی کثیر قوم و کثیر  
لوگوں میں مشہور و مسموع ہو جن کا جھوٹا ہونا متصور نہ  
ہو سکتا ہو۔ (ت)

کلام علماء مثلاً قول مذکور در مختار کے: لو استفاض الخبر في البلدة الاخرى (اگر دوسرے شہر میں خبر مشہور  
ہو جائے۔ ت) اور قول ذخیرہ:

قال شمس الائمة الحلواني الصحيح من مذهب  
اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فيما  
بين اهل البلدة الاخرى يلزمهم حكم هذه  
البلدة اذ وغير ذلك -

شمس الائمة حلوانی نے کہا کہ ہمارے اخفات کا صحیح مسلک  
یہ ہے کہ جب خبر مشہور و متحقق ہو جائے تو اس شہر والوں پر  
بھی وہ حکم لازم ہو جاتا ہے۔ (ت)

۴۳۱/۴

مصطفیٰ البابی مصر

باب القبول وعدمہ

رد المحتار

۱۳۶۱/۱

ارگ بازار قندھار

کتاب الشهادة ومطالبہ

العقود الدریة

۱۱۴۹/۱

مطبع مجبائی دہلی

کتاب الصوم

رد مختار

۱۰۲/۲

مصطفیٰ البابی مصر

کتاب الصوم

رد المحتار بحوالہ الذخیرہ



طریق، مفہم؛ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توپیں سُنے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا۔ ظاہر ہے کہ یہاں بھی وہی شرط مشروط ہوں گے کہ اسلامی شہر میں حاکم شرع معتقد کے حکم سے انٹیس کی شام کو توپوں کے فائر صرف بحالت ثبوت شرعی رویت ہلال ہوا کرتے ہوں کسی کے آنے جانے کی سلامی وغیرہ کا اصلاً احتمال نہ ہو ورنہ شہر اگرچہ اسلامی ہو مگر وہاں احکام شرعیہ کی قدر نہیں احکام جہال بے خرد یا نیچری رافضی وغیرہم بد مذہبوں کے حوالے ہیں جنہیں نہ قواعد شرعیہ معلوم نہ ان کے اتباع کی پروا، اپنی رائے ناقص میں جو آیا اس پر حکم لگا دیا، توپیں چل گئیں، تو ایسی بے سرو پابا تیں کیا قابل لحاظ ہو سکتی ہیں کمالیغنی، پھر جہاں کی توپیں شرعاً قابل اعتماد ہوں ان پر عمل اہل دیہات ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عند التحقیق خاص اس شہر والوں کو بھی ان پر اعتماد سے مفر نہیں کہ حاکم شرع کے حضور شہادتیں گزرنے کا ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے حکم حاکم اسلام اعلان عام کے لیے ایسی ہی کوئی علامت معمودہ معروف قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فائر یا ڈھنڈورا وغیرہ۔

اقول یہیں سے ظاہر ہوا کہ ایسے اسلامی شہر میں منادی پر بھی عمل ہو گا حتیٰ کہ اس کی عدالت بھی شرط نہیں جبکہ معلوم ہو کہ بے حکم سلطانی ایسا اعلان نہیں ہو سکتا۔ عالمگیریہ میں ہے :

خبر منادی السلطان مقبول عدلا کاف او سلطان کے منادی کی خبر مقبول ہوگی خواہ منادی عادل ہو یا فاسق، جیسا کہ جواہر الاخلاطی میں ہے (ت)

فاسقا کذا فی جواہر الاخلاطی

ردالمحتار میں ہے :

قلت والظاهر انه يلزم اهل القرى الصوم بسمع المدافع اورؤية القناديل من المصرا لانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن و غلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به و احتمال كون ذلك لغیر رمضان بعيد، اذ لا يفعل مثل ذلك عادة في ليلة الشك الا لثبوت رمضان

قلت اور ظاہر یہی ہے کہ اہل دیہات پر شہر سے توپوں کی آواز اور قندیلوں کو دیکھنے سے روزہ لازم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ علامت ظاہرہ ہے اس سے غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے اور غلبہ ظن، عمل کا موجب ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء نے اس پر تصریح کی ہے اور یہ احتمال کہ یہ عمل رمضان کے علاوہ کسی کام کے لیے ہو بعید ہے کیونکہ شک کی رات یہ عمل ثبوت رمضان کے علاوہ کسی اور کام کے لیے عادی نہیں ہوتا۔ (ت)

۳۰۹/۵ لے فتاویٰ ہندیہ کتاب الکرہیۃ الباب الاول فی العمل بخبر واحد نورانی کتب خانہ پشاور  
۹۹/۲ لے ردالمحتار کتاب الصوم مصطفیٰ البابی مصر

منحة الخانی میں ہے :

لم یذکروا عندنا العمل بالامارات الظاهرة  
الدالة على ثبوت الشهر كضرب المدافع  
في زماننا والظاهر وجوب العمل بها على  
من سمعها ممن كان غائبا عن المصر  
كاهل القرى ونحوها كما يجب العمل بها  
على اهل المصر الذين لم يروا الحاكم  
قبل شهادة الشهود وقد ذكر هذا الفرع  
الشافعية فصرح ابن حجر في التحفة انه  
يثبت بالامارة الظاهرة الدالة التي  
لا تخلف عادة كروية القناديل المعلقة  
بالمنابر قال ومخالفة جمع في ذلك

غير صحيحة ۱

علماء نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ہمارے نزدیک امارات ظاہر  
مثلاً ہمارے دور میں توپوں کا چلنا جو ثبوتِ ماہ پر  
دال ہیں، پر عمل لازم ہے، اور ظاہر یہی ہے کہ اس پر  
شہر سے غائب آواز سننے والے پر عمل واجب ہے  
مثلاً اہل دیہات وغیرہ جیسا کہ اس پر عمل کرنا ان اہل شہر  
کیلئے واجب ہے جنہوں نے گواہوں کی گواہی سے پہلے  
حاکم کو نہ دیکھا ہو، اور یہ جزئیہ شواہع نے بھی بیان کیا ہے  
ابن حجر نے تحفہ میں تصریح کی ہے کہ روزے کا ثبوت  
ان علاماتِ ظاہرہ سے ہو جاتا ہے جو عادتاً اس  
موقع پر معروف ہوں مثلاً مناروں پر معلق قنادیل روشن  
کا دیکھنا، اور کہا کہ ایک جماعت نے اس کی مخالفت  
کی ہے جو صحیح نہیں (ت)

تنبیہ دربارہ ہلال غیر رمضان وشوال؛ جہاں دوسرے شہر کی رویت سے یہاں حکم ثابت کیا جائے  
جیسے دوم سے پنجم تک چار طریقوں میں ان کے بارے میں علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے یہ ہے کہ  
اگر وہ دوسرا شہر اس شہر سے اس قدر مغرب کو نہ ہٹا ہو جس کے باعث رویتِ ہلال میں اختلاف پڑ سکے جب تو وہ  
طریقے ہر ہلال میں کام دیں گے ورنہ غیر رمضان وشوال میں معتبر نہ ہوں گے یعنی اگر وہ شہر اس شہر سے اتنا غربی  
ہے جس کی مقدار بعض علماء نے یہ رکھی ہے کہ بہتر میل یا زیادہ اس کا طول شرقی اس کے طول شرقی سے کم ہو اور  
وہاں کی رویتِ ہلال ذی الحجہ پر مثلاً شہادت یا شہادت علی الشہادت یا شہادت علی القضاگری یا کتاب القاضی  
یا خبر متواتر آئی تو یہاں اس پر عمل نہ ہوگا بلکہ اپنے ہی شہر یا اس کے قریب مواضع یا شرقی بلاد سے اگرچہ کتنے ہی  
فاصلے پر ہوں ثبوت آنے پر مدار رکھیں گے اور نہ ملا تو تیس کی گنتی پوری کریں گے۔ رد المحتار میں فرمایا :

یفہم من کلامہم فی کتاب الحج ان  
اختلاف المطالع فیہ معتبر فلا یلزمہم  
کتاب الحج میں فقہار کے کلام سے مفہوم ہے کہ حج  
میں اختلافِ مطالع کا اعتبار ہے لہذا ان حج پر

۱ منحة الخانی علی البحر الرائق کتاب الصوم قبیل باب یفسد الصوم الخ ایچ ایم سعید پبلیشرز کراچی ۲۰۰/۲

کوئی شئی لازم نہ ہوگی، اگر یہ ظاہر ہو کہ فلاں شہر میں ایک دن پہلے چاند دیکھا گیا کیا یہی بات غیر حجاج کے لیے قربانی کے بارے میں کہی جاسکتی ہے یا نہیں؟ میرے مطالعہ میں اس کا جواب نہیں آیا لیکن ظاہر یہی ہے کہ معتبر ہے کیونکہ روزہ میں اختلافِ مطالع کا اعتبار اس لیے نہیں کیا جاتا کہ اس کا تعلق مطلق رویت سے ہے بخلاف قربانی کے، اس میں ظاہر یہی ہے کہ یہ اوقات نماز کی طرح ہے کہ ہر قوم پر اپنے اپنے وقت کے مطابق غیر کی رویت کے مطابق وہ چودھویں ہو۔ (ت)

اقول مگر صحیح اس کے خلاف ہے کلام علماء مطلق و عام اور اس شخص میں بوجہ کلام،

رسالتنا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حساب و کتاب کی استغاط کی علت یہ بیان فرمائی کہ ہم اتنی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں، جیسا کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اور یہ علت تمام چاندوں کو شامل ہے اور یہ اگرچہ قیاس کے مخالف ہے لیکن دلالت الحاق سے مانع نہیں اگرچہ قیاساً مانع ہے جیسے کہ اس پر علمائے تصریح کی ہے اور ان میں سے خود اس کتاب میں امام شامی نے بھی تصریح کی ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ذوالحجہ کا چاند بعینہ فطر کے چاند کے مطابق ہے

شئ لو ظہر انه رؤی فی بلدة اخری قبلہم یوم وھل یقال كذلك فی حق الاضحیة لغیر الحجاج لواءہ والظاہر نعم لان اختلاف المطالع انما یرتبط فی الصوم لتعلقہ بمطلق الرؤیة وھذا بخلاف الاضحیة فالظاہر انھا کاوقات الصلوٰۃ یتلزم کل قوم العمل بما عندہم فتجزئ الاضحیة فی الیوم الثالث عشر وان کان علی سوا یا غیرہم ھو الرابع عشر

لازم ہوگی تو انکی تیرھویں کی قربانی کافی ہو جائے گی اگرچہ

فان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علل اسقاط اعتبار الحساب بانامہ امیة لانکتب ولا نحسب۔ کما سواہ الشیخان و ابوداؤد والنسائی وغیرہم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وھذا العلة تعم الاہلہ وھذا وان کان خلاف القیاس فلا یمتنع الحاق بہ دلالة وان امتنع قیاسا کما قد نص علیہ العلماء ومنہم العلامة الشامی فی نفس ھذا الکتاب ولا شک ان ذالاحجہ کالفطر سوا بسوا

۱۰۵/۲

مصطفیٰ البابی مصر

کتاب الصوم

رد المحتار

۲۵۶/۱

قدیمی کتب خانہ کراچی

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانکتب ولا نحسب

صحیح بخاری

۳۱۷/۱

مطبع مجتہدانی لاہور

اول کتاب الصیام

سنن ابی داؤد

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ فطر کا دن وہی ہے جس دن لوگوں نے افطار کیا اور قربانی اسی دن ہے جس دن لوگوں نے قربانی دی۔ ترمذی نے اسے صحیح سند کے ساتھ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے تمہاری فطر کا دن وہ ہے جس میں تم افطار کرو، اور تمہاری اضحیٰ کا دن وہ ہے جس میں تم قربانی کرو۔ اسے ابوداؤد اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

**ثم اقول** (پھر میں کہتا ہوں) یہ تمام کلام اس صورت میں ہے جب یہ تسلیم ہو کہ روایت پر مدار صوم اور فطر کے بارے میں وارد ہے حالانکہ ایسی بات نہیں بلکہ اسی طرح ثبوت تو قربانی میں بھی ہے، امام ابوداؤد اور دارقطنی نے امیر مکہ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں یہ عہد لیا تھا کہ ہم چاند دیکھنے کی بنا پر قربانی کریں اور اگر ہم چاند نہ دیکھ سکیں اور دو عادل آدمی گواہی دے دیں تو ان کی شہادت کی بنا پر قربانی کریں۔ دارقطنی نے فرمایا اسکی سند متصل اور صحیح ہے

وقد قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الفطر يوم يفطر الناس والاضحى يوم يضحى الناس، اخرج الترمذى بسند صحيح عن ام المؤمنين الصديقة رضى الله تعالى عنها وقال صلى الله تعالى عليه وسلم فطرکم يوم يفطرون و اضحاکم يوم تضحون، رواه ابوداؤد والبيهقى بسند صحيح عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه.

**ثم اقول** هذا كله كلام معه على تسليم ان النوط بالرؤية انما ورد في الصوم و الفطر وليس كذلك بل قد ثبت كذلك في الاضحية فقد اخرج ابوداؤد والدارقطنى عن امير مكة الحارث بن حاطب رضى الله تعالى عنه قال عهد الينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان نسك للرؤية فان لم نره وشهد شاهدا عدل نسكنا بشهادتهما قال الدارقطنى هذا اسناد متصل صحيح فانقطع مبنى

۹۹/۱	امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	باب ماجاء فی الفطر والاضحیٰ متى یکون	الجامع للترمذی
۳۱۵/۱	مطبع مجتہبائی لاہور	کتاب الصیام باب اذا اخطأ القوم الهلال	سنن ابی داؤد
۱۶۷/۲	نشر السنۃ ملتان	باب الشہادۃ علی رؤیۃ الهلال	سنن الدارقطنی
			کے ایضاً

البحث من راسه واستبان الحق والله الحمد  
 اما ما تمسك به من مسألة الحج فاقول  
 لاحجة فيها فانهما فيما اري لدفع الحرج  
 العظيم ونظيره ما في التنوير والدرتبيين  
 ان الامام صلى بغير طهاراة تعاد الصلوة  
 دون الاضحية لان من العلماء من  
 قال لا يعيد الصلوة الا الامام وحده فكان  
 للاجتهاد فيه مساع نزيلعى، كما لو شهدوا  
 انه يوم العيد فصلوا ثم ضحوا ثم  
 بان انه يوم عرفه اجزأتهم الصلوة  
 والتضحية لانه لا يمكن التحرز عن  
 مثل هذا الخطاء فيحكم بالجوانر  
 صيانة لجمع المسلمين نزيلعى له اهل ملخصا  
 مصححا، ثم رایت بحمد الله التصريح  
 به في الباب وشرحه بل في نفس الشرح المتعلق  
 به الدر المختار حيث قال شهد وبعده الوقوف  
 بوقوفهم بعد وقته لا تقبل شهادتهم و  
 الوقوف صحيح استحسانا حتى الشهود  
 للحرج الشديد الخ فقد ظهر الحق  
 والحمد لله رب العالمين -

تو بحث کی بنیاد ہی ختم ہو گئی اور حق واضح ہو گیا ولله الحمد ،  
 رہا معاملہ مسئلہ حج سے استدلال، تو میں کہتا ہوں کہ  
 اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ میرے خیال کے مطابق حج کا  
 مسئلہ دفع حرج عظیم پر مبنی ہے اور اس کی نظیر تنویر اور  
 در میں ہے کہ اگر واضح ہو گیا کہ امام نے بغیر طہارت کے  
 نماز پڑھائی تو نماز ٹوٹائی جائے گی نہ کہ قربانی، کیونکہ بعض  
 علماء نے یہ فرمایا کہ نماز کا صرف امام ہی اعادہ کرے، تو  
 اب یہ مسئلہ اجتہادی قرار پایا، زلیعی جیسا کہ گواہوں نے  
 گواہی دی کہ یہ عید کا دن ہے تو لوگوں نے نماز پڑھی  
 پھر قربانی دی، بعد میں واضح ہوا کہ یہ عرفہ کا دن تھا تو  
 ان کی نماز اور قربانی جائز قرار دی جائے گی کیونکہ ایسی غلطی  
 سے بچنا ممکن نہیں تو مسلمانوں کے اجتماع کے تحفظ کے  
 پیش نظر جو از کا حکم یہی لگایا جائے گا زلیعی اھ ملخصا  
 مصححا، بحمد اللہ پھر میں نے الباب اور اس کی شرح  
 بلکہ خود شرح در مختار کے مسئلہ سے متعلق در مختار میں یہ تصریح  
 دیکھی کہ اگر گواہوں نے وقوف عرفہ کے بعد گواہی دی کہ یہ  
 وقوف وقت کے بعد ہوا ہے تو یہ گواہی مقبول نہ ہوگی  
 اور حاجیوں کا وقوف استحسانا صحیح ہو گا یہاں تک کہ  
 گواہوں کا وقوف بھی صحیح ہو گا ورنہ حرج شدید لازم آئیگا  
 تو اب حق ظاہر ہو گیا والحمد للہ رب العالمین۔

غرض ثبوت ہلال کے شرعی طریقے یہ ہیں، ان کے سوا جس قدر طرق لوگوں نے ایجاد کئے محض باطل و  
 مخدول و ناقابل قبول ہیں، خیالات عوام کا حصر کیا ہو مگر آج کل جہاں میں غلط طریقے جو زیادہ رائج ہیں وہ بھی

۱۱	۲۳۲/۲	مطبع مجتہاتی دہلی	کتاب الاضحیہ	۱۱	۱۸۳/۱
		"	باب الہدی		

ساتھ ہیں :  
 یکم حکایتِ رویت یعنی کچھ لوگ کہیں سے آئے اور خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھا گیا وہاں کے حساب سے آج  
 تاریخ یہ ہے ظاہر ہے کہ یہ نہ شہادتِ رویت ہے کہ انھوں نے خود نہ دیکھا، نہ شہادتِ علی الشہادت کہ دیکھنے والے  
 ان کے سامنے گواہی دیتے اور انھیں اپنی گواہیوں کا حامل بناتے اور یہ حسب قواعد شرعیہ یہاں شہادت دیتے بلکہ  
 مجرد حکایت جس کا شرع میں اصلاً اعتبار نہیں اگرچہ یہ لوگ بھی ثقہ معتد ہوں اور جن کا دیکھنا بیان کریں وہ بھی ثقہ  
 مستند ہوں نہ کہ جہال، جہال میں تو یہ راجح ہے کہ کوئی آئے، کیسا ہی آئے، کسی کے دیکھنے کی خبر لائے اگرچہ خود  
 اُس کا نام بھی نہ بتائے بلکہ ہرے سے اُس سے واقف ہی نہ ہو، ایسی مہمل خبروں پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ فتح القدر  
 بحر الرائق و عالمگیریہ وغیرہ میں ہے :

لو شهد جماعة ان اهل بلدة كذا اسرأوا هلال  
 رمضان قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم  
 ثلاثون بحسابهم ولم ير هؤلاء الهلال  
 لا يباح فطر غد ولا تترك التراويح في هذه  
 الليلة لانهم لم يشهدوا بالسرؤية ولا على  
 شهادة غيرهم وانا حکوا سرؤية غيرهم۔

اگر کسی جماعت نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے لوگوں نے تم  
 سے ایک دن پہلے چاند دیکھا اور انھوں نے روزہ رکھا ہے  
 اور یہ دن اُن کے حساب سے تیسواں بنتا ہو اور ان لوگوں  
 نے چاند نہیں دیکھا تھا تو ان کے لیے آئندہ دن افطار کی  
 اجازت نہیں اور نہ یہ اس رات تراویح چھوڑ سکتے ہیں کیونکہ  
 گواہوں نے نہ تو رویت پر گواہی دی اور نہ ہی غیر کی رویت  
 پر شہادت دی بلکہ انھوں نے رویتِ غیر کی حکایت کی ہے (ت  
 دوم افواہ، شہر میں خبر اُڑ جاتی ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوا، جاہل اسے تواتر و استفاضہ سمجھ لیتے ہیں حالانکہ جس سے پوچھے  
 سنی ہوتی کہتا ہے، ٹھیک پتا کوئی نہیں دیتا، یا مٹھائے سند صرف دو ایک شخص ہوتے ہیں اسے استفاضہ سمجھ لینا  
 محض جہالت ہے، اس کی صورتیں وہ ہیں جو ہم نے طریق پنجم میں ذکر کیں۔ منجہ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں ہے :  
 واضح ہو کہ شہرت سے مراد چاند ثابت ہونے والے شہر  
 سے دوسرے شہر میں آنے والے لوگوں کی خبر کا  
 تواتر ہے محض شہرت کافی نہیں کیونکہ بعض اوقات  
 کسی ایک آدمی کی خبر کی بنا پر مشہور ہو جاتا ہے اور  
 یہ بلاشبہ کافی نہ ہوگی کیونکہ فقہار کا قول یہ ہے کہ

اعلم ان المراد بالاستفاضة تواتر الخبر  
 من الواردين من بلدة الثبوت  
 الى بلدة التي لم يثبت بها، لا مجرد  
 الاستفاضة لانها قد تكون مبينة على اخبار رجل  
 واحد مثلا في شيع الخبر عنه ولا شك ان هذا

لايكفى بدليل قولهم اذا استفاض الخبر و  
تحقق فان التحقق لا يكون الا بما ذكرنا<sup>۱</sup>۔  
جب خبر مشہور اور متحقق ہو تو نہ کہ تحقق مذکورہ بات کے علاوہ  
ہو ہی نہیں سکتا۔ (ت)

فقیر کو بارہا تجربہ ہوا کہ ایسی شہرتیں محض بے سرو پا نکلتی ہیں اسی ذی الحجہ میں خبر شائع ہوئی کہ آنولے میں چاند  
ہوا ہے وہاں عام لوگوں نے دیکھا اور فقیر کے ایک دوست کا خاص نام بھی لیا گیا، وہ آئے اور خود اپنی رویت اور  
وہاں سب کا دیکھنا بیان کرتے تھے، فقیر نے ان کے پاس ایک معتمد کو بھیجا وہاں سے جواب ملا کہ یہاں ابر علیظ تھا  
نہیں نے دیکھا نہ کسی اور نے دیکھا، پھر خبر اڑی کہ شاہجہان پور میں تو ایک ایک شخص نے دیکھا فقیر نے وہاں بھی  
ایک معتمد ثقہ کو اپنے ایک دوست عالم کے پاس بھیجا انھوں نے فرمایا اس کا حال میں آپ کو مشاہدہ کر لیتے دیتا  
ہوں، ان کا ہاتھ پکڑ کر شہر میں گشت کیا، دروازہ دروازہ دریافت کرتے پھرتے عید کب ہے، کہا جمعہ کی، کہا کیا چاند  
دیکھا، کہا کہ دیکھا تو نہیں، کہا پھر کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ تھا، شہر بھر سے یہی جواب ملا، صرف ایک شخص نے کہا  
میں نے مشکل کو چاند دیکھا تھا اور میرے ساتھ فلاں فلاں صاحب نے بھی۔ اب یہ عالم مع ان معتمد کے دوسرے صاحب  
کے پاس گئے ان سے دریافت کیا، کہا وہ غلط کہتا تھا اور خود ان دونوں صاحبوں کے ساتھ ان گواہ صاحب کے پاس  
آئے، اب یہ بھی پلٹ گئے کہ ہاں کچھ یاد نہیں۔ پھر خبر گرم ہوئی کہ رامپور میں چاند دیکھا گیا اور جمعہ کی عید تہوار پائی،  
فقیر نے دو ثقہ شخصوں کو وہاں کے دو علمائے کرام اپنے اجاب کے پاس بھیجا معلوم ہوا وہاں بھی ابر تھا کسی نے بھی  
نہ دیکھا، بارے اتنا معلوم ہوا کہ وہاں دو شخص دہلی سے دیکھ کر آئے ہیں، ان علماء نے ان دو شاہدوں کو بلا کر ان دو  
ثقات کے سامنے شہادت دلوائی اور جو الفاظ فقیر نے انھیں لکھو ادئے تھے وہ ان سے کہلو کر ان کو تجمل شہادت  
کرائی اور دونوں عالم صاحبوں نے خود ان دونوں شہود اصل کا تذکرہ کیا، اب ان دونوں فرعون نے یہاں آکر شہادت  
علی الشہادت حسب قاعدہ شرعیہ دی اُس وقت فقیر نے عید کا فتویٰ دیا، دیکھئے افواہ اخبار کی یہ حالت ہوتی ہے،  
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سوم خطوط و اخبار، بڑی دور یہ ہوتی ہے کہ فلاں جگہ سے خط آیا، فلاں اخبار میں یہ لکھا پایا، حالانکہ ہم طریقی چہارم  
میں بیان کر چکے کہ حاکم شرع کا خاص مہری دستخطی خط جس پر خود اس کی اور محکمہ دار القضا کی مہر لگی اور اُس کے اپنے ہاتھ  
کا لکھا ہو، اور یہاں بھی حاکم شرع کے نام آئے، ہرگز بغیر دو شاہدوں عادل کے جنھیں لکھ کر اپنی کتاب کا گواہ بنا کر خط سپرد  
کیا اور یہاں انھوں نے حاکم شرع کو دے کر شہادت ادا کی ہو مقبول نہیں، پھر یہ ڈاک کے پرچے کیا قابل التفات  
ہو سکتے ہیں، اور اخباری گپیں تو اصلاً نام لینے کے بھی قابل نہیں۔ درمختار میں ہے، لا یعمل بالخط (خط پر عمل

۲۰۰/۲

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی  
مطبع مجتہدانی دہلی

لے منجہ الخاتی حاشیہ بحر الرائق کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم  
لے درمختار باب کتاب القاضی الی القاضی

۸۳/۲

نہیں کیا جائے گا۔ ت) ہدایہ میں ہے، المخطیثہ الخطل فلم یحصل العلم (تحریر، دوسری تحریر کے مشابہ ہو سکتی ہے تو علم قطعی حاصل نہ ہوا۔ ت)

چہارم تار، یہ خط سے بھی زیادہ بے اعتبار، خط میں کاتب کے ہاتھ کی علامت تو ہوتی ہے، یہاں اُس قدر بھی نہیں، تو اس پر عمل کو کون کسے گا مگر اہل سا اہل جسے علم کے نام سے بھی مَس نہیں، فقیر نے اس کے رد میں ایک مفصل فتویٰ لکھا اور بجز اللہ تعالیٰ اس پر ہندوستان کے بکثرت علماء نے مہر سیں کلکتے میں چھپ کر شائع ہوا تھا، گنگوہی ملانے اپنے ایک فتویٰ میں تار کی خبر اسباب میں معتبر ٹھہرائی اور اُسے تحریر خط پر قیاس کیا تھا کہ تار کی خبر مثل تحریر خط کی خبر کے ہے کیونکہ تحریر میں حروف اصطلاحی ہیں جس سے مطلب معلوم ہو جاتا ہے خواہ بکرکتِ قلم پیدا ہوں خواہ کسی لاکھی یا بانس طویل کی حرکت سے (الی قولہ) بہر حال خبر تار کی مثل خط ہے اور معتبر ہے، یعنی خط میں قلم سے لکھتے ہیں تار دینا ایسا ہے کہ کسی بڑے بانس سے جو ہزاروں کوس تک لمبا ہے لکھ دیا تو جیسے وہ معتبر ہے ویسے ہی یہ، بلکہ یہ تو زیادہ معتبر ہونا چاہئے کہ وہاں چھوٹا سا قلم ہے اور یہاں اتنا بڑا بانس، تو اعتبار بھی اسی نسبت پر بڑھنا چاہئے، شملہ بہ مقدار قلم قیاس تو اچھا دوڑا تھا مگر افسوس کہ شرعاً محض مردود و ناکام رہا۔ اولاً خط و تار میں جو فرق ہیں ہم نے اپنے فتویٰ مفصلہ میں ذکر کئے جو اس قیاس کو ازینج برکنہ کرتے اور ان سے قطع نظر بھی کیجئے تو بحکم شرع خط ہی پر عمل حرام، پھر اس بانس کے قیاس کا کیا کام، حکم مقیس علیہ میں باطل ہے تو مقیس آپ ہی عاری و عطل ہے، مولوی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں خط و تار کو بے اعتبار ہی ٹھہرایا اور اس حکم میں حق کی موافقت کی مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر تار یا خط بدرجہ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے، اسے استفادہ میں داخل سمجھنا صریح غلط، استفادہ کے معنی جو علماء نے بیان فرمائے تھے وہ تھے کہ طریق پنجم میں مذکور ہوئے، متعدد جماعتوں کا آنا اور ایک زبان بیان کرنا چاہئے، یہاں اگر متعدد جگہ سے خط یا تار آئے بھی تو اولاً وہ ان جوہر نا جوازی سے جنہیں ہم نے اس فتویٰ میں مفصلاً ذکر کیا ہرگز بیان مقبول کے سلسلے میں نہیں آسکتے، ڈاک کے منشی، تار کے بابو، چٹھی رساں اکثر کفار یا عموماً مجاہدیل یا فساق فجار ہوتے ہیں، اور بفرض باطل آتیں بھی تو یہ تعدد مخبر عنہ میں ہوا نہ کہ مخبرین میں کہ یہاں تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعت متعدد نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقین شرعی حاصل ہو بلکہ عامۃ بلاد میں صرف دو ایک ہی تار گھر ہوتے اور صدر ڈاک خانہ تو ایک ہی ہوتا ہے اگرچہ بڑے شہر میں تقسیم کے لیے دو چار براہنج اور بھی ہوں، بہر حال یہ خط یا تار ہم کو تو معدود ہی شخصوں کے ذریعے سے ملیں گے پھر استفادہ سے کیا علاقہ ہوا، کیا اگر زید آکر کہہ دے کہ فلاں جگہ لاکھ آدمیوں نے چاند دیکھا تو یہ خبر مستفیض

کہلائے گی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔  
 پنجم جنتریوں کا بیان، کہ فلاں دن پہلی ہے، اول بعض علمائے شافیہ و بعض معتزلہ وغیرہم کا خیال اس طرف گیا تھا  
 کہ مسلمان عادل منجوں کا قول اس بارے میں معتبر ہو سکتا ہے اور بعض نے قید لگائی تھی کہ جب اُن کی ایک جماعت کثیر  
 یک زبان بیان کرے کہ فلاں مہینے کی یکم فلاں روز ہے تو مقبول ہونے کے قابل ہے اگرچہ واجب العمل کسی کے نزدیک  
 نہیں، مگر ہمارے ائمہ کرام اور جمہور محققین اعلام اسے اصلاً تسلیم نہیں فرماتے اور اس پر عمل جائز ہی نہیں رکھتے اور  
 یہی حق ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح حدیث میں یہاں قول منجین سے قطع نظر و عدم لحاظ کی  
 تصریح فرما چکے، پھر اب اس پر عمل کا کیا محل۔ درمختار میں ہے:

لا عبرة بقول الموقین ولو عد ولا علی المذہب۔  
 صحیح مذہب کے مطابق اہل توفیق کا قول معتبر نہیں  
 اگرچہ وہ عادل ہو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

بل فی المعراج لا یعتبر قولہم بالاجماع  
 ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسه۔  
 بلکہ معراج میں ہے کہ اہل توفیق کا قول بالاجماع  
 معتبر نہیں اور منجین کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے  
 حساب پر عمل پیرا ہوں (ت)

جب منجین مسلمان ثقافت عدول کے بیان کا یہ حال تو آجکل کی جنتریوں جو عموماً ہنود وغیرہم کفار شائع کرتے  
 ہیں یا بعض نحوی نام کے مسلمان یا بعض مسلمان بھی، تو وہ بھی انہی ہنود و انی جنتریوں کی پیردی سے کیا قابل التفات  
 ہو سکتی ہیں؟ فقیر نے بنس برس سے بڑی بڑی نامی جنتریاں دیکھیں، اول مصرانی ہیئت ہی ناقص و مختل ہے پھر ان  
 جنتری سازوں کو اس کی بھی پوری تمیز نہیں، تقویات کو اکب میں وہ وہ سخت فاحش غلطیاں دیکھنے میں آئیں جن میں کوئی  
 سمجھ دار سمجھ بھی نہ پڑتا پھر یہ کیا اور ان کی جنتری کیا، اور ان کی دوج اور پروا کی کسے پروا!  
 ششم قیاسات و قرآن، مثلاً چاند بڑا تھا روشن تھا دیر تک رہا تو ضرور کل کا تھا، آج بیٹھ کر نکلا تو ضرور  
 پندرہویں ہے، اٹھائیسویں کو نظر آیا تھا مہینہ تیس کا ہوگا، اٹھائیسویں کو بہت دیکھا نظر نہ آیا مہینہ انتیس کا  
 ہوگا۔ یہ قیاسات تو حسابات کی وقعت بھی نہیں رکھتے، پھر ان پر عمل محض جہل و زلل۔ حدیث میں ہے حضور پر نور  
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۱۴۸/۱ مطبع مجتہباتی دہلی کتاب الصوم لہ درمختار  
 ۱۰۰/۲ مصطفیٰ البابا مصر " لہ ردالمختار

قربِ قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال چھو لے ہوئے  
نکلیں گے۔ یعنی دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے۔  
(اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

من اقتراب الساعة انتفاخ الاهلة  
سواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ بن  
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
علامات قیامت سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر  
آئے گا کہا جائیگا کہ دو رات کا ہے (اسے طبرانی  
نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
روایت کیا ہے۔ ت)

من اقتراب الساعة ان یری الهلال قبلا  
ویقال هولیلتین۔ سواہ فی الاوسط عن  
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہم عمرے کو چلے جب بطن نخلہ میں اترے ہلال دیکھا،  
کوئی بولتا میں رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا،  
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملے ان سے  
عرض کی کہ ہم نے ہلال دیکھا، کوئی کہتا ہے تین شب کا  
مدار ہے کوئی دو شب کا۔ فرمایا: تم نے کس رات دیکھا؟  
ہم نے کہا فلاں شب۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے اس کا مدار رویت پر رکھا ہے تو وہ اسی رات کا ہے جس رات نظر آیا۔

صحیح مسلم شریف میں ابوالخثری سعید بن فیروز سے ہے:  
قال خرجنا للعمرة فلما نزلنا بطن نخلة قال  
ترأینا الهلال فقال بعض القوم هو ابن ثلاث  
وقال بعض القوم هو ابن لیلین فقال اے  
لیلۃ ما ایتسوة قال قلنا لیلۃ کذا وکذا فقال  
ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
مدۃ للرویۃ فهو لیلۃ ما ایتسوة۔

ہفتہم کچھ استقرائی کچھ اختراعی قاعدے، مثلاً جب کی چوتھی رمضان کی پہلی ہوگی۔ رمضان کی پہلی ذی الحجہ کی  
دسویں ہوگی۔ اگلے رمضان کی پانچویں اس رمضان کی پہلی ہوگی۔ چار مہینے برابر تیس کے ہو چکے ہیں یہ ضرور  
انتیس کا، تین پے درپے انتیس کے ہوئے ہیں یہ ضرور تیس کا ہوگا۔ ان کا جواب اسی قدر میں ہے، ما اتزل  
اللہ بہا من سلطان حق سبحانہ نے ان باتوں پر کوئی دلیل نہ اتاری۔ وجہز امام کردری میں ہے:

۱۰/۲۴۴ لہ المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۰۴۵۱ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت  
۱۲/۲۲۰ لہ کنز العمال بحوالہ طبرانی اوسط حدیث ۳۸۴۷۰ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت  
۱/۳۴۸ لہ صحیح مسلم باب بیان انہ لا اعتبار بیکہ الهلال وصغره قدیمی کتب خانہ کراچی  
لہ القرآن ۱۲/۴۰

شهر رمضان جاء يوم الخميس لا يضحى  
ايضاً في يوم الخميس ما لم يتحقق انه يوم  
النحر وما نقل عن علي رضي الله تعالى عنه ان  
يوم اول الصوم يوم الخميس بتشريع كلي بل  
اخبر عن اتفاق في هذه السنة وكذا ما هو  
الرابع من رجب لا يلزم ان يكون غرة رمضان  
بل قد يتفق

خزانة المفتين میں فتاویٰ کبریٰ سے ہے :

ما يروى ان يوم نحركم يوم صوم مكة كان وقع  
ذلك العام بعينه دون الابد لان من اول  
يوم رمضان الى غرة ذي الحجة ثلاثة  
اشهر فلا يوافق يوم النحر يوم الصوم  
الا ان يتم شهران من الثلاثة وينقص  
الواحد فاذا تمت الشهور الثلاثة تتأخر  
عنه واذا انقضت الشهور الثلاثة او شهران  
تقدم عليه فلا يصح الاعتماد على هذا

رمضان کا مہینہ جمعرات کو شروع ہوا تو یوم خمیس کو قربانی  
جائز نہ ہوگی جب تک اس بات کا ثبوت نہ ہو جائے  
کہ یہ قربانی کا دن ہے، اور جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سے مروی ہے کہ روزے کا پہلا دن عید کا دن  
ہوتا ہے، یہ شریعت کا قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ اس سال اتفاقاً  
ایسا ہو جانے کا بیان ہے۔ اسی طرح جو رجب کا  
چوتھا دن ہے لازم نہیں وہ رمضان کا پہلا دن ہو،  
ہاں کبھی ایسا اتفاقاً ہو جاتا ہے (ت)

یہ جو مروی ہے کہ تمھاری عید کا دن تمھارے روزے  
کا دن ہے، یہ ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ معین سال  
میں ایسا واقعہ ہوا تھا کیونکہ رمضان کے پہلے دن سے  
لے کر ذوالحجہ کے پہلے دن تک تین ماہ ہوتے تو یوم  
نحر اور یوم صوم میں موافقت نہیں ہو سکتی مگر اس  
صورت میں کہ جب ان تین ماہ میں سے دو کامل ہوں  
اور ایک ناقص، اب اگر تینوں ماہ کامل ہوتے ہیں  
تو اس سے تاخر ہوگا اور اگر تین یا دو ناقص ہو جائے  
ہیں تو پھر اس پر تقدم ہوگا لہذا اس پر اعتماد درست نہیں

یہ کلام اجمالی بقدر کفایت ہے اور ان احکام کی تفصیل تمام رسائل و مسائل فقیر میں ہے و باللہ

التوفیق، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۰۲۲ء از سلی بھیت مستولہ عبد الجلیل سوداگر ۱۳ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ

جناب مولانا صاحب مکرم دام اکرامکم بعد ہدیہ سلام سنت الاسلام کے گزارش یہ ہے کہ اس مرتبہ

۱۔ فتاویٰ بزاز علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الصوم الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور

۲۔ خزانة المفتين